بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً،

أَمَّا بَعْدُ:

07: شرح العقیدۃ الواسطیۃ

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ، اور ہم پہنچے تھے عقیدے کے اصول کو بیان کرتے ہوئے اس حدیث پر، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے تعلق سے جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان کے تعلق سے فرمایا" الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ واليوم الآخر والقدرِ خيرِهِ وشرِّهِ"۔

اور پہلے اصول پر ہم بات کر چکے ہیں" أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ"، آج کی نشست میں دوسرے اصول پر بات کرتے ہیں "وَمَلَائِكَتِهِ"۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ملائکہ جمع ملأک ہے (سب سے پہلے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہ لفظ جو ملائکہ ہے اس پر بات کی ہے، پھر فرشتوں پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے اس کے تعلق سے بات کی ہے اور اس موضوع کے تعلق سے چند اہم باتیں بیان کرتے ہیں ان شاءاللہ)۔

تو فرماتے ہیں کہ ملائکہ جو ہے جمع ملأک (میم، لا، ہمزہ، پھر کاف) ہے اور ملأک کی اُصل مألک ہے (میم، ہمزہ، لام، کاف)، کیونکہ یہ لفظ الألوکۃ سے ہے الألوکۃ رسالت کو کہتے ہیں (ملائکہ کا لفظ رسالت سے جڑا ہوا ہے رسالت کا معنی

اس میں پایا جاتا ہے)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾إلى آخر الآیۃ (فاطر: 1)۔ تو اس آیت میں فرشتوں کا ذکر ہے اور رسول کا ذکر بھی ہے تو یہ لفظ رسالت سے آیا ہوا ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ فرشتے کیسی مخلوق ہیں:

سب سے پہلے فرشتے جو ہیں یہ غیبی عالم ہے "عالم غيبي" یعنی اس کا مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا، دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے، تیسری بات یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو ہمیشہ فرمانبردار بنایا ہے "طائعين له متذللين" (عبادت گزار اور طاعت گزار بنایا ہے، فرمانبردار)۔

اور پھر یہ فرمایا ہے کہ ان فرشتوں کی خاص ذمہ داریاں ہیں خاص اعمال ہیں۔ جن فرشتوں کے ہم نام جانتے ہیں اُن کے ناموں پر ایمان ہے اور جن فرشتوں کی ہم یہ ذمہ داریاں اور کام جانتے ہیں اُن پر ہمارا ایمان ہے (تو ان چیزوں سے فرشتوں پر ایمان کا مجموعہ جو ہے یہ چیزیں شامل ہیں)۔ اور جن فرشتوں کے تعلق سے ہم جانتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اُن کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور کیا کام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذمے لگائے ہیں:

۱- سب سے پہلے سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام، سیدنا جبریل کی ذمہ داری وحی کی ہے "موكل بالوحي، ينزل به من الله تعالى إلى الرسل" (اللہ تعالیٰ سے وحی لے کر رسولوں تک پہنچاتے ہیں)۔

۲- سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں اور ان کے ذمے جو ہے صور پھونکنا ہے "موكل بنفخ الصور"۔ اور شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اور سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں یہ حملۃ العرش ہیں (عرش کو اُٹھانے والے جو فرشتے ہیں اُن میں سے ایک ہیں)۔

کتنے فرشتے ہیں عرش کو اٹھانے والے؟ آٹھ، ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ﴾ (الحاقۃ: 17)۔ تو آٹھ ہیں فرشتے جو عرش کو اٹھانے والوں میں سے ہیں اُن میں سے ایک (یہ نئی انفارمیشن ہے شاید آپ نے پہلے نہیں سنی ہو گی) سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔

۳- سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے ذمے جو ہے "موكل بالقطر والنبات" (بارش اور نباتات زمین پر اُگانا جو ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تینوں جو ہیں (اگر اس پر غور کیا جائے یعنی) ان کا تعلق زندگی سے ہے، جو ذمے داریاں سونپی گئی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سب کا تعلق زندگی سے ہے۔ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی ذمہ داری جو وحی ہے اور وحی سے دلوں کی زندگی ہے حیاۃ القلوب ہے، سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام کی ذمہ داری بارش ہے اور نباتات ہیں جن میں زمین کی زندگی ہے اس سے زمین کی زندگی جڑی ہوئی ہے، اور سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کی ذمہ داری ہے صور میں پھونکنا اور جب صور میں پھونکا جائے گا دوسرا صور پھونکا جائے گا تب مردے جو ہیں وہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

اور اس لیے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے دعا کرتے وسیلہ طلب کرتے دعا میں دعاء استفتاح صلاۃ اللیل میں ان فرشتوں کا نام لے کر (اور یہ جو دعا بتا رہا ہوں اسے یاد کر لیں، یعنی بالکل چھوٹی سی ہے اور عظیم دعا ہے اور مسنون یہ ہے یہ دعا پڑھنا جو ہے کہ قیام اللیل کے لیے جب دعاء استفتاح پڑھتے ہیں تکبیر تحریمہ کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے سورۃ الفاتحہ سے پہلے یہ مسنون طریقہ ہے)، اور دعا کے الفاظ ہیں "فيقول" (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) "اللهُمَّ! رَبَّ جَبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"۔

اور یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے صحیح حدیث ہے اور اس میں جو معنی ہیں بڑے عظیم معنی ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ان عظیم تین فرشتوں کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا وسیلہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں:

"اللهُمَّ!" (یعنی اے اللہ دعا ہے) "رَبَّ جَبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ" (جبرئیل کے ربّ، میکائیل کے ربّ اور اسرافیل کے ربّ) "فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" (آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والے) "عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ" (غیب اور شہادۃ کو خوب جاننے والے) "أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ" (تو ہی فیصلہ کرتا ہے اپنے بندوں میں جن چیزوں میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں) "اهْدِنِي" (مجھے ہدایت دے اختلاف کی صورت میں (جہاں پر اختلاف واقع ہوتا ہے تو مجھے ہدایت دے)) "لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ" (اپنے حکم سے اپنی اجازت سے جن چیزوں میں اختلاف ہوا ہے

ہدایت کی طرف میری رہنمائی فرما)''إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ''(بے شک تو جسے چاہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے دے)۔

عظیم دعا ہے ! یعنی آپ دیکھیں رات کی تاریکی ہے لوگ سو رہے ہیں، آپ ربّ کی بارگاہ میں کھڑے ہیں باوضو ہیں طہارت مکمل ہے اور نماز جیسی عظیم عبادت میں آپ عبادت کررہے ہیں، اور دیکھیں آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور سر جھکا ہوا ہے اور اپنے ربّ سے یہ عظیم دعا نماز کی ابتداء میں مانگ رہے ہیں ! جو شخص یہ دعا اخلاص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے صلاۃ اللیل جیسی عظیم عبادت میں کرتا ہے وہ کبھی گمراہ ہوگا؟!(سبحان اللہ)، لیکن شرط یہ ہے خلوص دل کے ساتھ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے ورنہ پڑھنے کے لیے تو کوئی بھی پڑھ لیتا ہے پھر کہتے ہیں ہم حق پر ہیں !

حق وہ نہیں ہے جو آپ چاہتے ہیں میں چاہتا ہوں، حق پر ہمیشہ نور ہوتا ہے دلیل کی برہان کی روشنی ہوتی ہے، قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی اُساس ہے، سلف کی فہم جس کی اُساس ہے۔ بعض لوگ بدعتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں یہ دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں "ہم حق پر ہیں کیونکہ ہم نے دعا مانگی ہے"۔ دعا کا حق ادا کیا ہے کیا؟! اخلاص اللہ تعالیٰ کے لیے اور جو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس کے سامنے سر جھکا کر اسے تسلیم کرنا ہے اپنی خواہش نفس ذرّے برابر بھی باقی نہیں رہنی۔

یہ نفس کا سب سے بڑا مجاہدہ ہے اور سب سے سخت مقابلہ ہے کہ نفس آپ کو اپنی طرف کھینچتی ہے خواہش کی طرف کھینچتی ہے، اور دوسری طرف حق ہے جس کی طرف آپ نے لازمی جانا ہے اگر آپ نے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنی ہے۔ تو نفس کا مجاہدہ کرتے کرتے اہل حق جو ہیں وہ حق پر ثابت قدم رہتے ہیں ربّ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اور ایسی دعا مانگتے رہتے ہیں۔

دیکھیں انسان کوئی فرشتہ نہیں ہے، ہم فرشتوں کی بات کررہے ہیں آگے دیکھیں گے آپ کہ فرشتے نافرمانی کر ہی نہیں سکتے اُن میں یہ مادّہ ہی نہیں ہے نافرمانی کا(خواہش نفس کا مادّہ ہے ہی نہیں اُن میں)، جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس حکم کی تعمیل کرنا جانتے ہیں بس وہ پیدا ہی اس لیے کیے گئے ہیں۔ یہ تو انسان ہے جس کی نفس جو ہے اسے شَر پر آمادہ کرتی

رہتی ہے کھینچتی رہتی ہے اپنی طرف، اور اہل ایمان اہل حق مجاہدہ کرتے رہتے ہیں ربّ سے دعا کرتے رہتے ہیں ثابت قدمی کی۔

اور اس طریقے کی جو دعائیں ہیں ایسے مخصوص وقت میں واللہ اختلافی مسائل میں اور فتنوں میں اور پریشانیوں میں عظیم دعا ہے، کرکے دیکھیں اور دیکھیں کس طریقے سے اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے بشرطیکہ جیسا میں نے بتایا ہے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرکے کرنا ہے، کسی خاص گروہ کسی خاص پلیٹ فارم کے لیے کسی خاص امام کے پیچھے لگ کر صرف اسی کی بات کو ماننا اسے نصوص پر ترجیح دینا، اندھی تقلید کرنا کہاں پھر آپ کو ہدایت ملے گی!

جب آپ کا دل ربّ کے لیے فارغ ہو جائے گا اور آپ صرف وہی کریں گے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اپنی خواہش کو پس پشت ڈال دیں گے اور مجاہدہ نفس کا کرتے رہیں گے واللہ اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا اور دیکھ لینا یعنی یہ جو بعض ساتھی پریشان ہیں کہ فتنے ہیں کیا ہو رہا ہے، کیسے ہو رہا ہے، کیا ہوگا، کرکے دیکھ لیں اور دیکھیں اللہ تعالیٰ کیسے ہدایت کا راستہ آسان فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے (آمین))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، یہ دعا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلاۃ اللیل میں پڑھا کرتے تھے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اُن فرشتوں میں سے بعض ایسے فرشتے ہیں جن کے ذمے انسانوں کی روح قبض کرنا ہے یا جو بھی زندہ چیزیں ہیں ان کی روح قبض کرنا ہے، ملک الموت اور جو اس کے اعوان ہیں (مدد کرنے والے ہیں یعنی روح قبض کرنے میں) یہ اُن کے ذمے ہے روح قبض کرنا اور عزرائیل نہیں کہا جائے گا عزرائیل نام نہیں ہے ملک الموت کا۔ کیوں وجہ کیا ہے؟ کیونکہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہی نہیں ہے (شاید بعض اسرائیلیات میں یہ نام موجود ہے لیکن قرآن اور سنت میں یہ نام ثابت نہیں ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾ (الانعام: 61) (یہاں تک کہ

جب تم میں سے کسی کو موت آئے ہمارے رسول جو ہیں اس کی روح قبض کرتے ہیں((یعنی﴿تَوَفَّتْهُ﴾)) ﴿وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾(وہ کبھی تفریط سے کام نہیں لیتے)۔

جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں اور روح قبض ہی کر لیتے ہیں،﴿تَوَفَّتْهُ﴾یعنی روح قبض کرنا۔ کس نے روح قبض کی ہے؟﴿رُسُلُنَا﴾یعنی فرشتے(جمع ہے)۔

دوسری آیت میں ”وقال تعالى﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾“(السجدة:11)(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہاری روح قبض کرے گا ملک الموت)﴿الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾(جس کے ذمے تمہارا روح قبض کرنا لگایا گیا ہے) إلى آخر الآية۔

یہاں پر کس کا ذکر ہے روح قبض کرنے کے لیے؟ پہلی آیت میں جمع تھا "رُسُل"، یہاں پر ایک فرشتہ ہے "ملک الموت"۔

تیسری آیت میں دیکھیں ”وقال تعالى﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا﴾“(الزمر:42)(اللہ تعالیٰ ہی وفات دیتا ہے نفس کو(انفس جمع نفس ہے، نفسوں کو یعنی زندہ چیزوں کو))﴿حِيْنَ مَوْتِهَا﴾(جب وہ مرتی ہیں)۔

کون روح قبض کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ۔

کیا ان میں کوئی تضاد ہے کیا؟ ایک آیت میں آیا ہے رُسُل(جمع)، دوسری آیت میں ملک الموت، تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ تو کیا اس میں کوئی تضاد ہے منافات ہے؟

کوئی تضاد یا منافات نہیں ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”ولا منافاة بين هذه الآيات الثلاث“(ان تینوں آیات میں کوئی منافات کوئی تضاد نہیں ہے)۔ وہ کیسے؟ فرشتے روح قبض کرتے ہیں، جب ملک الموت جسم سے روح کو نکالتا ہے تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں ملک الموت کے ساتھ، اگر اہل جنت میں سے(یعنی اہل ایمان میں سے) یہ مرنے والا شخص ہو تو ان فرشتوں کے ساتھ جنت سے کفن ہوتا ہے جنت سے خوشبو ہوتی ہے وہ اس اچھی طیب روح کو اس کفن میں فوراً ڈال دیتے ہیں اور آسمان کی طرف اسے لے کر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے حاضر کر دیتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اكتبوا كتاب عبدي في عليين وأعيدوه إلى الأرض“(اسے واپس زمین پر بھیج دو اور اس میرے بندے کی

کتاب جو ہے علیین یعنی بلند ترین جگہ پر لکھ دو)۔ تو یہ روح جو ہے واپس جسم کی طرف آجائے گی اس امتحان کے لیے یعنی قبر میں '' مَنْ رَبُّكَ؟ وما دِينُكَ؟ ومَنْ نَبِيُّكَ؟''۔

اور اگر یہ مرنے والا شخص جو ہے یہ مومن نہ ہو ''والعياذ بالله'' اہل ایمان میں سے نہ ہو تو جو فرشتہ روح قبض کرتا ہے جس کے ذمے انسان کی روح قبض کرنا ہے تو اس کے ساتھ حاضر فرشتے جو ہیں وہ جہنم سے کفن اور جہنم سے بدبو جو ہے وہ لے کر آتے ہیں اور اس روح کو اس میں ڈال دیتے ہیں۔

یعنی ایسے جو حدیث کے الفاظ ہیں فرشتہ کہتا ہے ''اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطيبة'' اہل ایمان کے لیے ''إلي رَبٍّ راضٍ غَيْرِ غَضْبَانَ'' (اُس ربّ کی طرف جو راضی ہے ناراض نہیں ہے)۔

اور اہل کفر یا جو ایمان نہیں مرے ہیں فرشتے کیا کہتے ہیں؟ ''اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ'' (اے خبیث نفس اب نکلو ''إلي رَبٍّ غَضْبَانَ'' (اُس ربّ کی طرف جو آج تجھ سے سخت ناراض ہے)۔ تو ڈر کے مارے یہ نفس جو ہے جسم میں غرق ہو جاتی ہے اسے پتہ ہے عذاب ہے آگے، تو سختی سے یہ فرشتہ کھینچ لیتا ہے اسے!

یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾ (النازعات: 1-2) سختی سے (یعنی فرشتے) جو ہیں نا روح قبض کرنے والے ہیں ان کی قسم کھائی ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النازعات میں۔ ﴿وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا﴾ اہل ایمان کی روح آسانی سے قبض کرنا۔

یعنی علماء فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے جیسے کہ مشکیزے سے پانی کا قطرہ ٹپکتا ہے آسانی سے ایسے روح نکلتی ہے اہل ایمان کی جب اس کو پتہ ہوتا ہے کہ اس ربّ کی طرف جانا ہے جو آج مجھ سے راضی ہے ناراض نہیں ہے تو خوشی سے یہ روح جو ہے نا آسانی سے نکل آتی ہے جسم سے۔

لیکن اہل کفر کے لیے فرشتے ہیں اسے فوراً بدبودار کفن، کانٹے دار کفن میں ڈال دیتے ہیں (جو اہل کفر جو کفر پر مرتے ہیں جو نافرمان ہوتے ہیں) اور پھر اسے آسمان کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں وہ بدبو پھیل جاتی ہے آسمانوں میں تو آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں اور اسے واپس زمین پر پھینکا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ (الحج: 31)، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''اكتبوا

كتاب عبدي في سجين ''(میرے بندے کی کتاب جو ہے سجین (یعنی پست ترین جگہ) پر لکھ دو)'' نسأل الله العافية! ''(اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ہے!)۔

یہ فرشتے جو ہیں روح قبض کرنے کے ذمے دار ہیں، موت کا فرشتہ (ملک الموت) جب اسے ابتداء یعنی روح قبض کرتا ہے اور براہ راست وہی نکالتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ فرشتہ روح قبض کرتا ہے اور وہ فرشتے جو ہیں جو جنت سے کفن لے کر آتے ہیں یا (نعوذ باللہ) جہنم سے کفن لے کر آتے ہیں پھر یہ روح کو لے کر جاتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت روح قبض کرنے کی وفات کی کس اعتبار سے ہے؟

حکم اللہ تعالیٰ کا ہے کہ کب کس نے مرنا ہے، ملک الموت نہیں مقرر کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ وقت مقرر کرتا ہے، حکم بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور موت کا فرشتہ حکم کی تعمیل کرتا ہے روح کو نکالتا ہے (جیسے میں نے ابھی بتایا ہے حدیث میں ابو داود کی روایت میں آیا ہے)۔ پھر جب روح نکال لیتا ہے پھر باقی جو فرشتے ہوتے ہیں (جمع کا صیغہ ہے یہ رُسُل کا جہاں پر) پھر یہ جو فرشتے ہیں یہ لے کر جاتے ہیں۔

یہ کس نے کہا ہے کہ رُسُل سے مراد فرشتے ہیں؟ ابھی بتایا ہے شروع میں ملائکہ کا مطلب کیا ہے یہ لفظ کہاں سے آیا ہے؟ رُسُل سے۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اور کچھ ایسے فرشتے ہیں (یعنی فرشتوں کی ذمے داریاں اور کام بتا رہے ہیں کہ کون کون سے کام اللہ تعالیٰ نے ذمے لگائے ہیں) جو زمین پر سیاحت کرتے ہیں پھرتے رہتے ہیں ''حلق الذكر'' جہاں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ایسے حلقے تلاش کرتے رہتے ہیں اور جب کوئی ایسا حلقہ دیکھ لیتے ہیں تو پھر وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں فلاں جگہ پر آؤ یہاں پر اللہ کا ذکر ہو رہا ہے، اور بیٹھ جاتے ہیں اُس جگہ کو گھیر لیتے ہیں (اور یہ روایت متفق علیہ حدیث ہے جس میں ان فرشتوں کا ذکر ہے)۔

اور کچھ ایسے فرشتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝١٢﴾ (الانفطار:10-12)۔اور سورۃ ق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾(ق:18)۔

تو ان آیات میں یہ ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھتے رہتے ہیں اور محفوظ کر دیتے ہیں۔

کیا کچھ لکھتے ہیں؟ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ذرا غور سے سنیں بڑا پیارا قصہ ہے، فرماتے ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی اُس وقت اُن کے گھر گیا اور گھر میں داخل ہوا جب امام صاحب مریض تھے کافی تکلیف میں تھے اور یعنی درد کی وجہ سے جیسے ایک آواز نکلتی ہے درد بھری آواز تو آوازیں نکال رہے تھے "يئن من المرض فقال له: يا أبا عبد الله! تئن" کیا آپ (أبا عبداللہ کنیت ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی) ایسے کراہ رہے ہیں اس طریقے سے آپ آواز جو ہے نکال رہے ہیں درد بھری جو ہے جب کہ طاووس رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے "إن الملك يكتب حتى أنين المريض" (کہ فرشتہ یہ بھی لکھ دیتا ہے جو مریض کی درد بھری آواز نکلتی ہے یا آہیں نکلتی ہیں (یہ آہیں بھی لکھ دیتا ہے جو فرشتہ ہے)) "لأن الله يقول" (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (کوئی بھی قول، لفظ نہیں نکلتا اِلا یہ کہ فرشتہ ہے جو ﴿رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ تیار ہے لکھنے کے لیے)۔

تو جب یہ سنا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تو آہیں بھرنا بھی روک دیں (یہ آہیں جو درد سے تھیں یہ کرنا بھی روک دیں) کیونکہ سب کچھ لکھا جا رہا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ﴾ : "مِنْ" جو ہے یہ "زائدة لتوكيد العموم" ﴿مِنْ قَوْلٍ﴾ "أي قول تقوله" جو بھی زبان سے لفظ نکلتا ہے (یاد رکھیں) وہ درج ہو رہا ہے کیونکہ کلام نہیں لکھا ہوا "قول" لکھا ہوا ہے (کچھ بھی ہو)۔((قول کیا ہے؟ جو تلفظ آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ لکھا جا رہا ہے))۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یکتب لکن قد تجازی علیه بخیر أو بشر" ((یہ قاعدہ ہے) لکھا تو جا رہا ہے اس کی جزا تو مل کر رہے گی یا خیر اور یا ہے شر (یہ ڈیپینڈ (Depend) کرتا ہے کہ آپ نے بات کون سی کی ہے)۔

اگرچہ مرض کی حالت میں آہیں بھرنا کوئی عیب نہیں ہے لیکن جب یہ بھی لکھا جا رہا ہے تو نامہ اعمال میں یہ چیزیں سامنے آجائیں گی تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اُن درد بھری آوازوں کو اور آہوں کو بھی روک دیا تھا کہ نامہ اعمال میں ایسی چیزیں بھی درج نہ ہوں (سبحان اللہ)۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے، ایمان جب مضبوط ہوتا ہے تو بیماریاں یہ تکلیفیں سب ایک طرف چلی جاتی ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، کچھ ایسے فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ کے جو تعاقب کرتے ہیں دن اور رات میں (یعنی باری باری آتے ہیں انسانوں کی حفاظت کے لیے)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَهُۥ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ يَحۡفَظُونَهُۥ مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۗ﴾إلی آخر الآیۃ(الرعد:11)۔﴿مُعَقِّبَٰتٌ﴾(یعنی پے در پے آتے ہیں باری باری آتے ہیں صبح کے فرشتے آتے ہیں شام تک پھر شام کے فرشتے آتے ہیں صبح تک اور یہ آگے سے) ﴿مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ﴾(آگے سے پیچھے سے گھیر لیتے ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانوں کی)۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کچھ ایسے فرشتے ہیں جو ہمیشہ رکوع کی حالت میں ہیں اور سجدے کی حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے آسمان پر، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "أَطَّتِ السَّماءُ، وحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ" (آسمان سے یہ اَطّت کی آواز آئی ہے اور حق رکھتا ہے آسمان کہ اس سے یہ آواز آئے)۔

اور اُطیط جو ہوتا ہے "صرير الرحل" جب آپ یعنی اونٹ پر یا جانور پر کوئی سامان رکھنے کے لیے ایک خاص صرّ جو ہوتا وہ رکھتے ہیں اور وہ بھاری ہو جاتا ہے تو اس میں سے آواز آتی ہے، یا اگر چارپائی ہو اس پر جب زیادہ بھار آجائے تو اس میں سے عجیب سی ایک آواز آتی۔

تو آسمان جو ہے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے اتنے زیادہ فرشتے ہیں آسمان سے فرشتوں کو اٹھانے کے لیے ایسی آواز نکالتا ہے جیسے کہ (یعنی مثال دی ہے) یہ جو آواز آتی ہے چارپائی پر یا جب آپ کوئی اونٹ پر سامان بھاری رکھتے ہیں تو اس سے آواز آتی ہے تو اس طریقے کی آواز ہے اور یہ حق رکھتا ہے آسمان۔ کیوں وجہ کیا ہے؟ حدیث میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"مَا مِنْ مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ مِنهَا، إِلَّا وَفِيهِ مَلَكٌ قائِمٌ لله أو راكِعٌ أو سَاجِد" (کوئی چار انگلی کی جگہ خالی نہیں ہے ،الا یہ کہ اس میں ایک فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے یا تو قیام کی حالت میں ہے یار کوع کی حالت میں ہے، یا سجدے کی حالت میں ہے)۔

یہ آسمان جہاں تک نگاہ جاتی ہے آسمان ختم نہیں ہوتا نگاہ ختم ہو جاتی ہے اور ایک آسمان نہیں سات آسمان ہیں ان آسمانوں میں فرشتے بھرے ہوئے ہیں اور ربّ کی عبادت میں ہمیشہ مصروف ہیں اور کوئی کام اُن کا نہیں ہے کوئی قیام کی حالت میں ہے، کوئی رکوع کی حالت میں ہے، کوئی سجدے کی حالت میں ہے۔

ہمیں کیا پیغام ہے؟ اللہ تعالیٰ کو ہمارے سجدے کی یا عبادت کی کوئی ضرورت ہے؟ میرے بھائی جو عبادت ہم کرتے ہیں اُس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ ہم وضو کرتے ہیں، طہارت کرتے ہیں اپنی صفائی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس طہارت کو اس صفائی کو ایمان کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ نماز پڑھتے ہیں ربّ سے قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے کے لیے، اور بڑا شرف اور اعزاز ہے اس بندے کے لیے جب اپنے ربّ سے نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے اور کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے "حَمِدَنِي عَبْدِي" ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ "أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي" ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ "مَجَّدَنِي عَبْدِي" ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ "هَذا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ" (یہ میرے اور میرے بندے کے بیچ میں عہد ہے اس عہد کو پورا کرے پھر میرا بندہ جو چاہے سوال کر لے) ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ یہی تو ہم دعا مانگتے ہیں اپنے ربّ سے لیکن اُس وعدے کے بعد ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾۔

کتنا بڑا شرف ہے ہمارا (مسلمانوں کا) کہ ہم اپنے ربّ سے سورۃ الفاتحہ میں گفتگو کرتے ہیں اور ربّ ہر نمازی کا جواب دیتا ہے اس طریقے سے! سبحان اللہ۔

تو صدقہ دیتے ہیں ہمارا فائدہ ہے مال پاک ہوتا ہے، روزہ رکھتے ہیں ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ میڈیکل سائنس کیا کہتی ہے ڈاکٹر وغیرہ کیا کہتے ہیں وہ الگ بات ہے لیکن ہمارا اپنا فائدہ ہے ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ روزے سے کتنا فائدہ ہوتا ہے ہمیں، حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔

میرے بھائیو یہ پانچ ارکان ہیں اسلام کے، کلمہ شہادت سے دل کی صفائی اور پاکیزگی ہوتی ہے جو اساس ہے، باقی جو چار ارکان اسلام جو ہیں آپ یہ دیکھیں عبادات ہیں ساری اور ہمارے اوپر فرض ہیں۔

حسن اخلاق ہمارا فائدہ ہے ہماری پہچان ہے اور یہ ہر اہل ایمان کی مسلمانوں کی پہچان ہونی چاہیے۔ بہت بُرا مجھے لگتا ہے جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں مغربی ملک میں گیا تھا کیا لوگوں کے اخلاق ہیں کتنے پیار سے پیش آتے ہیں، کتنی نرمی سے پیش آتے ہیں! اور وہ بیس تیس تعریفیں کر دیتے ہیں۔ ہمارے لیے شرمندگی کا مقام ہے!

ہم اُن سے کیوں سیکھتے ہیں حسن اخلاق جن کے پاس اخلاق نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے؟! نہ شرم ہے نہ حیاء ہے، نہ ربّ کا خوف ہے نہ ربّ کی عبادت ہے اور نہ ہی ربّ پر ایمان ہے کیا ہے اُن کے پاس ہمیں دینے کے لیے؟! اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہمیں نظر نہیں آتا!

اللہ تعالٰی نے ایمان کو حسن اخلاق کے ساتھ جوڑ دیا ہے سچ بولنے کے ساتھ جوڑ دیا ہے، یہاں تک کہ حسن ضیافت کہ اگر آپ کے پاس کوئی مہمان آتا ہے آپ اچھی مہمان نوازی کرتے ہیں ایمان سے جوڑ دیا ہے ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ واليومِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ''۔

پڑوسی کے ساتھ ''فَلْيُكْرِمْ جارَهُ''۔

بات کرنی ہے ''فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ''، (سبحان اللہ)۔

نرمی کی بات کرتے ہیں، اعرابی آکر پیشاب کر دیتا ہے مسجد کے اندر اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟

کتنی عظیم سیرت میں قرآن میں سنت میں کتنے عظیم پیغام ہیں اور ہم ایک چکر لگاتے ہیں کسی مغربی ملک کا اور بس ہمارے ہوش اڑ جاتے ہیں کہ کیا اُن کا طریقہ ہے اور کیا اُن کا اخلاق ہے!

قصور ہمارا ہے ہم نے کب حق ادا کیا ہے قرآن کا سنت کا عمل کرنے کا صحیح سمجھنے کا اُس سے پہلے؟! منہج اپنے اپنے ہیں طور طریقے اپنے اپنے ہیں دست و گریباں ہیں!

دیکھ لیں کتنے ہم فرقے فرقے میں بٹ چکے ہیں! جو دیندار ہیں وہ کتنے فرقوں میں بٹ چکے ہیں، جو دین سے دور ہیں ویسے ہی ان کے حال پر (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے (آمین)) کیا حالت ہے امت کی!

تواللہ کے لیے کسی غیر مسلم کو دیکھ کر یہ کبھی نہ کہیں کہ اس کے اخلاق اچھے ہیں، آئینہ دیکھ کر یہ کہیں کہ میرے اخلاق اچھے کیوں نہیں ہیں؟! میں امتی ہوں یہ فخر ہی کافی ہے ہمارے لیے واللہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امتی ہیں﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(الاحزاب:21)۔بہترین نمونہ کس چیز میں ہیں صرف نماز پڑھنے میں روزہ رکھنے میں حج کرنے میں حسن اخلاق کہاں ہے؟!

گھروں کے اندر (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے (آمین)) جھگڑے ختم ہی نہیں ہوتے چھوٹی سی بات پر جھگڑے ہوگئے، ناچاقیاں ہوگئیں، طلاق کا ریشیو (ratio) دیکھیں کتنا بڑھتا جارہا ہے (نعوذ باللہ)۔ نئی نئی شادیاں ہوتی ہیں اور کچھ عرصے تک ٹکتے نہیں ہیں دو چار مہینے ایک سال کے اندر طلاق ہوگئی! (اِنا اللہ واِنا اِلیہ راجعون)۔ کیا ہو رہا ہے؟! تلخ کلامی، بدزبانی، گالی گلوچ پر، بچوں کو مارنا، بدتمیزی سے پیش آنا کیا ہے یہ؟!

تواللہ کے لیے یہ دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کیا سکھایا ہے مومن کا اخلاق کیسا ہونا چاہیے اور خصوصی طور پر ایک سلفی کا اخلاق کیسا ہونا چاہیے۔ توحید اور سنت پر جب انسان قائم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دیتا ہے صحیح منہج کی اس کے اخلاق کیسے ہونے چاہیے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے (آمین))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، کچھ ایسے فرشتے ہیں جو طواف کرتے ہیں بیت المعمور کا۔بیت المعمور جو ہے اس کعبے کے اوپر ساتویں آسمان پر ایک کعبہ ہے ستّر ہزار فرشتہ طواف کرتا ہے روزانہ ان کی باری تا قیامت دوبارہ نہیں آتی ((صحیح مسلم کی حدیث میں یہ روایت موجود ہے))۔

آپ یہ دیکھیں ستّر ہزار فرشتے روزانہ طواف کرتے ہیں تا قیامت دوبارہ دوسری بار اُن کو باری نہیں آتی! اللہ کا کرم ہمارے اوپر دیکھیں ہم کتنی مرتبہ طواف کرتے ہیں حج کرتے ہیں عمرہ کرتے ہیں لیکن فرشتوں کو اُن کی پوری زندگی میں ایک مرتبہ وقت ملتا ہے ایک موقع ملتا ہے بس دوبارہ نہیں ملتا۔

اور پھر اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے کیا پیغام ہے؟ کہ فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے (سبحان اللہ) کہ ستّر ہزار روزانہ اور تاقیامت دوبارہ موقع نہیں ملے گا (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، یہ دلالت کرتا ہے کہ فرشتوں کی کثرت تعداد ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ﴾ (المدثر: 31) (اور اللہ تعالیٰ کے لشکر جو ہیں ربّ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا (اللہ اکبر))۔

اور کچھ ایسے فرشتے ہیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) جو جنت اور جہنم کی ذمے داری دی ہوئی ہے جو جہنم کا داروغہ ہے اسے مالک کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جہنمی لوگ کہیں گے جب جہنم میں ہوں گے (نعوذ باللہ) ﴿يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ (الزخرف: 77-78) (اے مالک! تیرا ربّ ہمیں مار دے ہمیں ختم کردے ہلاک کردے)۔

جہنم میں جہنمی عذاب نہیں سہ پائے گا شدید عذاب ہوگا موت کی تمنا کرے گا موت نہیں آئے گی کیونکہ موت کو پہلے ذبح کردیا جائے گا، جنت والے ہمیشہ جنت میں اور دوزخ والے ہمیشہ دوزخ میں (یعنی اہل کفر میں جو ہیں)، جو اہل ایمان والے جب جہنم میں اگر جائیں گے اپنی بداعمالیوں یا نافرمانیوں کی سزا کاٹنے کے لیے تو وہ تو نکلیں گے جہنم سے لیکن جو اہل کفر ہیں جہنم میں رہیں گے وہ کبھی نکلیں گے نہیں۔

ایک وقت ایسا آئے گا جب عذاب سے تنگ آجائیں گے تو ﴿يٰمٰلِكُ﴾ مالک کون ہے؟ یہ فرشتہ ہے جو جہنم کا داروغہ ہے جہنم کی ذمے داری اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے سونپی ہے۔ ﴿يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ (اے مالک! تیرا ربّ ہمیں ہلاک کردے (کیونکہ اتنا سخت عذاب ہوگا جس پر وہ صبر نہیں کر پائیں گے))۔ وہ کہیں گے ﴿اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ﴾ (یہ ہرگز نہیں ہوسکتا تم ہمیشہ رہو گے)۔ اور یہ کہا جائے گا ﴿لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ﴾ (ہم حق تو لے کر آئے تھے لیکن تمہاری اکثریت حق کو ناپسند کرتی تھی (نعوذ باللہ))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اہم بات یہ ہے کہ ہمارے اوپر واجب ہے ہم فرشتوں پر ایمان لائیں۔ فرشتوں پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے آخر میں خلاصہ سن لیں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ فرشتے غیبی عالم ہے ان کو مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا، اور کبھی مشاہدہ کیا بھی جاسکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ غیبی مخلوق ہے نور سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے اور جو کام ان کے ذمے لگائے ہیں جو تکلیفیں اللہ نے

ان کے ذمے لگائی ہیں عبادات میں سے وہ بہترین طریقے سے اسے بجالاتے ہیں اور کبھی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ﴾ (التحریم:6)۔

اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ان فرشتوں کے ناموں پر جن کے ناموں کا ہمیں علم ہے اور ان فرشتوں کے کاموں پر بھی ہمارا ایمان ہے جن کے کام اور ذمے داریاں ہم جانتے ہیں ہمیں علم ہے، اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ فرشتوں کا جسم ہے نور سے پیدا کیے گئے ہیں لیکن ان کا جسم بھی ہے اور اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿جَاعِلِ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ رُسُلًا أُوْلِيٓ أَجۡنِحَةٖ مَّثۡنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ﴾ (فاطر:1) إلى آخر الآية۔

پہلی دلیل یہ ہے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے رسول بنا کر اور پَروں والے فرشتے ہیں۔ اگر جسم نہ ہوتا تو پَر کہاں سے ہوتے؟! تو پَروں سے دلیل ہے کہ فرشتوں کے جسم بھی ہیں۔ کیونکہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں تو پھر نور ہیں جیسے لائٹ ہوتی ہے کوئی جسم نہیں ہوتے۔ تو پَروں کے ذکر سے پہلی دلیل ہے کہ فرشتوں کے جسم ہیں۔

دوسری دلیل، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا جبرئیل اَمین علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا "علَى صورتِهِ الَّتي خُلِقَ عليها" (جس صورت پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا ہے اسی صحیح صورت میں)۔

کیونکہ فرشتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ فرشتے شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسے کہ انسانی شکل میں صحابی جو ہیں سیدنا دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں سیدنا جبرئیل کی حدیث میں مشہور یہی حدیث جو ہم پڑھ رہے ہیں اسی حدیث میں جو ایک خوبصورت صحابی کی شکل میں سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آئے تو سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں وہ ایک انسانی شکل بھی اختیار کر سکتے ہیں اور اسی شکل میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور اصل شکل میں بھی دیکھا اصل ہیئت اور صورت میں جس پر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ورأى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جبريل على صورته التي خلق عليها له ستمائة جناح قد سد الأفق" (چھ سو (600) پَر تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا سیدنا جبرئیل

علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی صحیح صورت میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا (چھ سو پَر تھے!))''سد الأفق''(یعنی آسمان ڈھک گیا تھا (سبحان اللہ))''خلافًا لمن قال: إنهم أرواح'' (ان کے خلاف یعنی یہ دلیل ہے جو کہتے ہیں صرف روحیں ہیں نور سے پیدا ہوئے ہیں صرف روحیں ہیں کوئی جسم نہیں ہے)۔تو یہ قول ہے لیکن یہ قول اہل باطل کا ہے اور غلط قول ہے۔

اچھا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا فرشتوں کی عقلیں بھی ہیں؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں (میں نہیں پوچھ رہا شیخ صاحب پوچھ رہے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، کیونکہ جو یہ کہتے ہیں کہ جسم نہیں ہیں چلو جسم تو مان لیا دلیل تو ہے تو پھر عقل بھی تو ہونی چاہیے جسم جو ہے تو عقل ہے کیا فرشتوں کی اس کی دلیل کیا ہے؟ جسم کی دلیل تو آپ نے دے دی ہے اب عقل کی کیا دلیل ہے وہ چاہیے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں''إذا قال قائل: هل لهم عقول؟'' اگر کوئی شخص یہ کہے کیا فرشتوں کی عقلیں ہیں تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کیا تمہاری عقل ہے (سوال کرنے والے کی)؟ یہ سوال صرف وہی کر سکتا جو پاگل ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم:6) کیا اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پر یعنی تعریفیں کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ وہ کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرنا جانتے ہیں کیا بغیر عقل کے ایسا کریں؟! اور اللہ تعالیٰ یہ جو تعریفیں کر رہا ہے ایک ایسی مخلوق جس کی عقل ہی نہیں ہے کیا یہ ممکن ہے؟!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ﴾ (الانبیاء:20) کیا ہم یہ کہیں گے کہ کوئی عقلیں نہیں ہیں تسبیح کیسے کرتے ہیں صبح وشام جو ہیں؟! تھکتے بھی نہیں ہیں مسلسل تسبیح کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنا جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ بھی کرتے ہیں، وحی بھی پہنچاتے ہیں اس سب کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کے کوئی عقلیں نہیں ہیں؟! کیا ہم یہ کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں کہ ان کی کوئی عقلیں نہیں ہیں؟! بلکہ حق بات یہ ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ عقلیں نہیں ہیں یا یہ سوال کرتا ہے اس کی عقل نہیں ہے یا ان لوگوں کی عقلیں نہیں ہیں۔

تو یہ مختصر چند اہم باتیں تھیں فرشتوں کے تعلق سے اور فرشتوں کے ایمان کے تعلق سے جو شیخ صاحب نے یہاں پر بیان کی ہیں۔

اگلے درس میں ان شاءاللہ کتابوں پر اور رسولوں پر ایمان کے تعلق سے بات کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (07.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔